فضائل قرآن

(1)۔ایک ایک حرف پر نیکی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَن قَرَأَ حَرفاً مِّن كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالحَسَنَةُ بِعَشرِ أَمثَالِهَا لَا أَقُولُ آلٓمّٓ حَرفٌ وَلٰكِن اَلِفٌ حَرفٌ وَلَامٌ حَرفٌ وَمِيمٌ حَرفٌ [1]

”جس شخص نے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کا ایک حرف پڑھا، اس کے لیے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں نہیں کہتا کہ ”الم“ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے“۔

یعنی یہ تین حرفوں سے مرکب ہے اور اس کے پڑھنے والے کو ۳۰ نیکیاں ملیں گی۔

(2)۔قرآن کی شفاعت:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

(اِقرَءُوا القُرآنَ فَأَنَّهُ يَأتِي يَومَ القِيَامَةِ شَفِيعاً لِأَصحَابِهِ)[2]

”قرآن (کثرت سے) پڑھا کرو اس لیے کہ قیامت کے دن یہ اپنے ساتھیوں (پڑھنے والوں) کے لیے سفارشی بن کر آئے گا۔“

سفارشی کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو قوت گویائی عطا فرمائے گا اور وہ اپنے قاری اور عامل کے گناہوں کی مغفرت کا اللہ سے سوال کرے گا جسے اللہ قبول فرمائے گا جیسا کہ دوسری روایات میں اس کی سفارش کی قبولیت کی نوید دی گئی ہے۔

اسی طرح بہت سی سورتوں کی فضیلت میں بھی یہ چیز بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والوں کی مغفرت کے لیے اللہ کی بارگاہ میں کوشش کریں گی مثلاً ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] : (جامع الترمذی، فضائل القرآن، باب ماجاء فی من قرأ حرفا من القرآن مالہ من الاجر، ح: ۲۹۱۰)

[2] : (صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب فضل قراءۃ القرآن ... الخ، : ۸۰۴)

(يُؤتىٰ بِالقُرآنِ يومَ القِيامَةِ وَأَهلِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعمَلُونَ بِهِ تَقدُمُهُ سُورَةُ البَقَرَةِ وَآلُ عِمرَانَ وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم ثَلاثَةَ أَمثَالٍ مَانَسِيتُهُنَّ بَعدُ قَالَ: كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوظُلَّتَانِ سَودَاوَانِ، بَينَهُمَا شَرقٌ أَو كَأَنَّهُمَا فِرقَانِ مِن طَيرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَن صَاحِبِهِمَا)[3]

”قیامت کے دن قرآن کو اور ان لوگوں کو جو (دنیا میں) اس قرآن پر عمل کرتے تھے (بارگاہ الٰہی میں) پیش کیا جائے گا، سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران ان کے آگے ہوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے تین مثالیں بیان فرمائیں جن کو میں ابھی تک نہیں بھولا، آپ نے فرمایا: (وہ سورتیں اس طرح آئیں گی) گویا کہ وہ دو بدلیاں یا دو سیاہ سائبان ہیں، ان کے درمیان روشنی ہے یا وہ دونوں (ایسے آئیں گی) گویا کہ وہ پر پھیلائے پرندوں کے دو جھنڈ ہیں، وہ دونوں سورتیں (اس طرح آکر) اپنے (پڑھنے اور عمل کرنے والے) ساتھیوں کی طرف سے اللہ سے جھگڑیں گی۔“

اسی طرح کی فضیلت قرآن کریم کی متعدد سورتوں کی احادیث میں بیان کی گئی ہے۔

(3)۔ایک آیت ایک اونٹ سے بھی قیمتی:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد نبوی کے صفے (چبوترے) پر (جہاں اصحاب صفہ ہوتے تھے) بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ روزانہ صبح صبح بطحان جگہ یا وادی عقیق جائے اور وہاں سے بغیر کسی گناہ یا قطع رحمی کے دو بلند کوہان اونٹ لے کر آئے۔

ہم نے کہا، اے اللہ کے رسول ! ہم (سب ہی) یہ پسند کرتے ہیں (کہ اس طرح روزانہ دو اونٹ ہمیں مل جائیں) آپ نے فرمایا: ”تو پھر تم میں سے ایک آدمی صبح کے وقت مسجد میں جا کر اللہ عزوجل کی کتاب کی دو آیتیں کیوں نہیں پڑھتا یا ان کا علم کیوں حاصل نہیں کرتا۔ یہ اس کے لیے دو اونٹوں سے بہتر ثابت ہوں گی اور تین تین اونٹوں سے اور چار چار سے اور اسی طرح جتنی آیتیں وہ پڑھے یا جانے گا، اتنے ہی اونٹوں سے وہ اس کے لیے بہتر ہوں گی۔“ [4]

---

3 : (صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب فضل قراءۃ القرآن ... الخ، ح: ۸۰۵)

4 : (صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب فضل قراءۃ القرآن فی الصلاۃ وتعلمہٗ ح: ۸۰۳)

(4)۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا گھوڑا:

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات کو وہ اپنے کھلیان میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ ان کا گھوڑا (جو ایک طرف کھڑا ہوا تھا) بدکا۔ (انھوں نے اسے ایک نظر دیکھا) اور پھر پڑھنے لگے، کہ وہ دوبارہ بدکا، (انھوں نے اسے دیکھا اور) پھر پڑھنے میں مصروف ہوگئے تو وہ پھر بدکا۔

اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حتیٰ کہ مجھے اندیشہ محسوس ہوا کہ کہیں وہ (میرے لڑکے) یحییٰ کو نہ روند ڈالے چنانچہ میں گھوڑے کی طرف گیا تو دیکھا کہ میرے اوپر سائبان کی مثل کوئی چیز ہے اس میں دیے سے روشن ہیں، (میرے دیکھنے پر) وہ فضا میں اوپر چڑھنے شروع ہوگئے حتیٰ کہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ میں صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ سارا ماجرا آپ کے سامنے بیان کیا تو آپ نے قرآن مجید پڑھنے ہی کا حکم دیا۔

میں نے پھر (دوسری رات کو) پڑھا تو گھوڑا اسی طرح بدکا، میں نے پھر آکر بتلایا، تو آپ نے پڑھنے ہی کا حکم دیا۔ میں نے پھر (رات کو) پڑھا تو اسی طرح کا منظر سامنے آیا اور مجھے یحییٰ کے کچلے جانے کا اندیشہ محسوس ہوا اور سائبان کی مثل چیز دیکھی جس میں چراغ سے روشن تھے، وہ آہستہ آہستہ اوپر چڑھنے شروع ہوگئے حتیٰ کہ وہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ فرشتے تھے جو تیرا قرآن سن رہے تھے اور اگر تو پڑھتا رہتا تو صبح کو یہ منظر لوگ بھی دیکھتے۔[5]

ایک اور روایت میں ہے، مذکورہ تفصیل سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَأَنَّهَا السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ عِنْدَ الْقُرآنِ [6]

”یہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے نازل ہو رہی تھی۔“

سکینت سے مراد، طمانیت اور رحمت ہے جو فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتی ہے گویا تلاوت قرآن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جس میں طمانیت، تسکین اور راحت ہوتی ہے۔

---

5 : (صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب نزول السکینۃ لقراءۃ القرآن، ح: ۷۹۶)

6 : (صحیح مسلم، ح: ۷۹۵)

(5)۔ مومن اور منافق کی مثال:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَثَلُ الْمُؤمِنِ الَّذِی یَقرَأُ القُرآنَ کَمَثَلِ الاُترُجَّةِ رِیحُهَا طَیِّبٌ وَطَعمُهَا طَیِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤمِنِ الَّذِی لاَ یَقرَأُ القُرآنَ کَمَثَلِ التَّمرَةِ لاَ رِیحَ لَهَا وَطَعمُهَا حُلوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِی یَقرَأُ القُرآنَ کَمَثَلِ الرَّیحَانَةِ، رِیحُهَا طَیِّبٌ وَطَعمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِی لاَ یَقرَأُ القُرآنَ کَمَثَلِ الحَنظَلَةِ لَیسَ لَهَا رِیحٌ وَطَعمُهَا مُرٌّ)[7]

''اس مومن کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے، میٹھے لیموں (نارنگی) کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی اچھی ہے اور اس کا ذائقہ بھی میٹھا ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور کی طرح ہے جس کی خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ میٹھا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے، خوشبودار پودے (جیسے نازبو، یاسمین وغیرہ) کی طرح ہے جس کی خوشبو اچھی ہے اور اس کا ذائقہ تلخ ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا، اندرائن (تمہ) کی طرح ہے جس میں خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا مومن تو خوش رنگ اور خوش ذائقہ پھل کی طرح عند اللہ بھی مقبول ہے اور لوگوں میں بھی اس کی عزت ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا تاہم قرآن کا عامل ہے، اللہ کے ہاں اور لوگوں کی نظروں میں بھی اچھا ہے اور قرآن پڑھنے والے منافق (یا فاجر) کا ظاہر اچھا ہے لیکن باطن گندا اور تاریک ہے اور آخر میں اس منافق کا ذکر ہے جو قرآن نہیں پڑھتا، اس کا ظاہر اور باطن دونوں ناپاک ہیں۔

(6)۔ سیکھنے پر بھی اجر:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اَلْمَاهِرُ بِالْقُرآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الکِرَامِ البَرَرَةِ، وَالَّذِی یَقرَأُ القُرآنَ وَیَتَتَعتَعُ فِیهِ وَهُوَ عَلَیهِ شَاقٌّ، لَهُ أَجرَانِ)[8]

---

[7] : (صحیح البخاری، باب الأطعمة، باب ذکر الطعام، ح: ۵۴۲۷ و صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب فضیلة حافظ القرآن، ح: ۷۹۷)

[8] : (صحیح البخاری، التفسیر، سورة عبس، ح: ۴۹۳۷ و صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب فضل الماہر بالقرآن والذی یتتعتع فیه، ح: ۷۹۸ واللفظ لمسلم)

”قرآن کا ماہر (قیامت کے دن) ان فرشتوں کے ساتھ ہو گا جو (دنیا میں) وحی الٰہی لانے والے بزرگ اور نیکو کار ہوں گے اور جو قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس کے پڑھنے میں اسے مشقت ہوتی ہے، اس کے لیے دگنا اجر ہے۔“

ماہر سے مراد، قرآن کریم کا حافظ اور تجوید و حسن صوت سے پڑھنے والا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جو حافظ ہے نہ حسن صوت اور تجوید سے بہرہ ور، اس لیے قرآن فصاحت اور روانی سے نہیں پڑھ سکتا لیکن اس کے باوجود ذوق و شوق سے اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور پڑھنے میں اسے جو مشقت ہوتی ہے اسے برداشت کرتا ہے۔ اس مشقت کی وجہ سے اسے دگنا اجر ملے گا۔ تاہم دونوں ہی قرآن کریم کی وجہ سے خصوصی شرف و فضل سے بہرہ ور ہوں گے۔

(7)۔لوگوں میں سے بہترین:

اسی لیے ایک اور حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(خَيْرُكُم مَّن تَعَلَّمَ الْقُرآنَ وَعَلَّمَهُ)[9]

”تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اسے (دوسروں کو) سکھلائے۔“

(8)۔جنت کے درجات کا ذریعہ:

ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرآنِ اِقرَأْ وَارتَقِ، وَرَتِّل كَمَا كُنتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنيَا، فَإِنَّ مَنزِلَكَ عِندَ آخِرِ آيَةٍ تَقرَؤُهَا)[10]

”صاحب قرآن (قرآن پڑھنے اور اسے حفظ کرنے والے) سے (قیامت کے دن) کہا جائے گا پڑھتا جا اور (درجے) چڑھتا جا اور اس طرح آہستہ آہستہ تلاوت کر جیسے تو دنیا میں ترتیل سے پڑھتا تھا پس تیرا مقام وہ ہو گا جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہو گی۔“

---

9 : (صحیح البخاری، فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ، ح: ۵۰۲۷)

10 : (سنن إبي داود، الوتر، باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ، ح: ۱۴۶۴، جامع الترمذی، فضائل القرآن، باب ان الذی لیس فی جوفہ من القرآن کالبیت الخرب... ح: ۲۹۱۴)

(9)۔ حسد بھی جائز:

یہ ہی وہ اخروی فضیلت اور سعادت ابدی ہے جس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حامل قرآن پر رشک کرنے کو جائز قرار دیا ہے چنانچہ ایک حدیث میں جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

(لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ القُرآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَهُوَ يُنفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ) [11]

"سوائے دو آدمیوں کے کسی پر رشک کرنا جائز نہیں۔ ایک وہ آدمی جسے اللہ نے قرآن عطا کیا (یعنی اسے حفظ کرنے کی توفیق دی) پس وہ اس کے ساتھ رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہے (یعنی اللہ کی عبادت کرتا ہے) اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا تو وہ اسے (اللہ کی راہ میں) رات اور دن کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے۔"

(10)۔ سکینت کا نزول:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِّن بُيُوتِ اللهِ، يَتلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَينَهُم، أَلَّا نَزَلَت عَلَيهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتهُمُ الرَّحمَةُ وَحَفَّتهُمُ المَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَن عِندَهُ) [12]

"جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اس کا تکرار کرتے (یا درس دیتے) ہیں تو ان پر (اللہ کی طرف سے) سکینت (تسکین و رحمت) نازل ہوتی ہے، رحمت انھیں ڈھانک لیتی ہے، فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔"

---

11 : (صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمہ ... ،ح: ۸۱۵)

12 : (صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن ... ،ح: ۲۶۹۹)

اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کو قرآن کا درس دیتے ہیں یعنی قرآنی علوم و معارف پر مذاکرہ و مباحثہ کرتے ہیں۔ دوسرا مفہوم ہے کہ قرآن مجید کا باہم دور کرتے ہیں یعنی ایک دوسرے کو قرآن کریم سناتے ہیں۔ یہ دونوں ہی مفہوم صحیح ہیں کیونکہ دونوں ہی کام محمود و مستحسن ہیں اور اللہ کی خصوصی رحمت و رضامندی کے باعث۔

بہر حال مذکورہ احادیث سے واضح ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنا، اسے حفظ کرنا، اس پر عمل کرنا، اس کی تفہیم وتدریس کے حلقے قائم کرنا، اس کی تعلیم و تعلم سے وابستہ ہونا، اس کی نشر واشاعت اور تبلیغ و دعوت کا اہتمام کرنا، اس کے ساتھ راتوں کو قیام کرنا اور اس کا آپس میں دور کرنا، یہ سب کام نہایت پسندیدہ اور بڑے فضیلت والے ہیں۔

قیامت کے دن یہ سب وابستگان قرآن اللہ کے خصوصی قرب اور اس کی رضا سے بہرہ ور، اس کی رحمت و مغفرت سے شاد کام اور جنت کے اعلیٰ درجوں پر فائز ہوں گے اور ظاہر بات ہے کہ اللہ نے جن حاملین قرآن کے لیے یہ اخروی فضیلتیں رکھی ہیں، وہ دنیا میں اپنے قرآن پر عمل کرنے والوں کو ذلیل ورسوا نہیں کر سکتا بلکہ وہ ان کو دنیا میں بھی عزت و وقار اور تفوق و غلبہ عطا کرنے پر قادر ہے۔ مسلمان قرآن پر عمل کر کے تو دیکھیں:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحزَنُوا وَاَنتُمُ الاَعلَونَ اِن كُنتُم مُّومِنِينَ
(آل عمران: ۱۳۹)